

گفت ایڈیشن

اگر تم مل گئے ہوتے

اگر تم مل گئے ہوتے

وقاص محمود ہاشمی

وقاص محمود ہاشمی

وقاص محمود ہاشمی

With Love

آرٹ پیپر، نفیس طباعت، خوبصورت سرورق
اور مضبوط فوم ہاسٹنگ میں انتہائی دلکش کتاب
آج ہی اپنے قریبی بک شاپ سے طلب کریں یا
براہ راست رابطہ کیجئے!

w.hashmi@hotmail.co.uk
www.facebook.com/hashmi.waqas
Mob (PK): 00923322510111
Mob (UK): 00447882546753



نوجوان نسل کے نمائندہ شاعر

وقاص محمود ہاشمی

کی محبت کرنے والوں کیلئے ایک خوبصورت کتاب

اگر تم مل گئے ہوتے

دوستو داستاں کوئی سناؤ کہ رات ابھی باقی ہے
ستارو تم بھی جھللاؤ کہ رات ابھی باقی ہے
زلفیں بکھیرے کیوں بیٹھے ہوئے ہو خاموش پہلو میں
کچھ میری سنو کچھ اپنی سناؤ کہ رات ابھی باقی ہے
دن بھر کی ریاضتوں نے تھکا دیا ہوگا تم کو
میرے بازوؤں میں چلے آؤ کہ رات ابھی باقی ہے
تم اپنی زلفوں سے میرے سر پر بناؤ گھنے سیاہ بادل
پھر ان بادلوں سے ابر برسناؤ کہ رات ابھی باقی ہے
میرے بالوں میں انگلیاں پھیر کر سلا دو مجھ کو
پھر اپنی خوشبو سے مہکاؤ کہ رات ابھی باقی ہے
یوں شب بھر کسی کے انتظار میں جا گناٹھیک نہیں وقاص
میری مانو تم بھی سو جاؤ کہ رات ابھی باقی ہے

بالمقابل اقبال لائبریری، بک سٹریٹ، جہلم پاکستان
رابطہ: 0544-621953, 614977-0323-5777931
WWW.BOOKCORNER.COM.PK

بک کونر

PUBLISHED BY:

AGAR TUM MILL GAYE HOTAY



Edited with the demo version of
Infix Pro PDF Editor

To remove this notice, visit
: www.pdfediting.com

گرچہ میں ہوں

وقاص محمود ہاشمی



Edited with the demo version of
Infix Pro PDF Editor

To remove this notice, visit
www.pdfediting.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب		اگر تم مل گئے ہوتے
شاعر		وقاص محمود ہاشمی
اہتمام		شاہد حمید
معاونین		گنگن شاہد۔ امر شاہد
سرورق		ابو امامہ
مطبع		زاہد بشیر پریس، لاہور
قیمت (پاکستان)		200/- روپے
بیرون ملک		5 پونڈ / 10 ڈالر / 8 یورو

انتساب

اپنے والدین اور اساتذہ کرام کے نام
جن کی دُعاؤں میں میرے لیے قیمتی سرمایہ ہیں

وقاص محمود ہاشمی

..... اُمید

ابھی	بہار	باقی	ہے	چمن	میں
ابھی	شاخ	سے	توڑنا	ٹھیک	نہیں
ابھی	شہر کے	لوگوں	کو	ہے	کی
ابھی	ہواؤں	کا	رُخ	ٹھیک	نہیں

☆.....☆.....☆

فہرست

9	حرف آغاز	✽
11	پیش لفظ	✽
13	دوستو داستاں کوئی سناؤ کہ رات ابھی باقی ہے	✽
15	سفر میں گزری ہے عمر اپنی، اب اک ٹھکانہ چاہیے	✽
16	اس کی آنکھوں کی سرخیاں دے رہی ہیں پتہ	✽
18	اپنی آنکھوں میں میرے خواب رہنے دو	✽
19	مدتوں بعد صحرا کی ویرانی کو دیکھا تو تم یاد آئے	✽
21	کھلتے ہوئے گلاب اچھے لگتے ہیں	✽
22	جو ہم محو گفتگو ہوں تو درمیاں کوئی آیا نہ کرے	✽
23	رات ہے اندھیری بہت، اک دیا ہی جلا دے کوئی	✽
25	گزرے دنوں کی اچھی باتیں ساتھ رکھتا ہوں	✽
27	خوشیاں (نظم)	✽
28	شام سے پہلے اک دیا جلانا چاہتا ہوں	✽
30	میری آنکھوں کو اور نہرت جگوں کے عذاب دے	✽
31	میرا تم سے ایسا رشتہ ہے (نظم)	✽
34	وہ شخص تو عجیب تھا ہی مگر	✽
36	کچھ بھی ہوا اپنے ماضی سے رابطہ بحال رکھنا	✽
37	انتظار (نظم)	✽
39	اب کے برس جو ساون لوٹ کر آیا تھا	✽
40	کسی کو اپنی اوقات سے بڑھ کر چاہو گے تو بہت یاد آئیں گے	✽
41	برف باری کا موسم (نظم)	✽
42	عشق (قطعہ)	✽
43	الغجے ہوئے ہیں حالات گیسوئے یار کی طرح	✽
45	آج نجانے کیوں آنکھ میری بھر آئی ہے	✽
46	کوئی نظر سے پی کر نظر سے پلا رہا ہے	✽
48	یادِ ماضی (قطعہ)	✽

49	خواب حسیں ہوں تو تعبیریں رُلا دیتی ہیں	✽
50	بہت کوشش کی مگر فاصلہ مٹانہ سکا	✽
51	یہ زلزلے کیوں آتے ہیں.....؟ (نظم)	✽
53	اُمید (قطعہ)	✽
54	میں تنہا اکیلا پھرتا رہا تیرے شہر میں	✽
56	بند آنکھ سے سنے بُتے بُتے عمر گزر گئی اپنی	✽
58	قرض (نظم)	✽
61	صلہ (قطعہ)	✽
62	حد درجے کا مطمئن تھا وہ شخص	✽
64	پاگل پن کی سبھی حدوں کو چھوتا ہوا گزر گیا	✽
65	کاش میں تمہاری محبت ہوتا.....! (نظم)	✽
68	محبت کا مزار (قطعہ)	✽
69	دل میں لاکھ درد و غم چھپائے ہوئے	✽
71	میں کیا کسی کو دوش دوں کیوں کسی کو برا کہوں	✽
72	خواہش (نظم)	✽
74	زندگی (قطعہ)	✽
75	بازار میں بکنے والی محبت کبھی پائدار نہیں ہوتی	✽
76	وقت کی کڑی دھوپ میں ڈھال بن جاتی ہے	✽
77	خوشیوں کے چراغ جلتے رہیں تیری راہوں میں	✽
78	اعتراف (قطعہ)	✽
79	جس کی چاہت میں ہم نے زمانے کو بھلا دیا	✽
81	گوری لوٹ کے آ (نظم)	✽
84	جنم دن (نظم)	✽
87	اے میری ارضِ پاک (نظم)	✽

اظہار تشکر

میں ذاتی طور پر اُن تمام دوست احباب کا تہہ دل سے مشکور ہوں جنہوں نے اس کتاب کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں میری حوصلہ افزائی فرمائی، جن میں خصوصاً

شاد حمید	(ناشر بک کارنر جہلم)	✽
محمد علی	(جہلم، پاکستان)	✽
ماریہ حفیظ	(کراچی، پاکستان)	✽
عابد رضا	(سکاٹ لینڈ)	✽
عرفان عمر	(دہلی)	✽
کاشان سلیم	(جدہ)	✽
عائشہ پیرزادہ	(جدہ)	✽

شامل ہیں۔

حرفِ آغاز

میرے لیے یہ انتہائی مسرت اور اعزاز کی بات ہے کہ مجھے ایک نوجوان اور ابھرتے ہوئے شاعر کی تخلیق پڑھنے، سمجھنے اور حالات کی کسوٹی پر پرکھنے کا موقع ملا۔ الفاظ کا چناؤ انتہائی سادہ مگر جامع اور اندازِ بیاں پر کشش ہونے کے باعث مجموعہ کلام عام فہم ہونے کے ساتھ ساتھ انسان کے احساس و جذبات کو چھو کر دل کی گہرائی میں اترتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔

نمونے کے طور پر شاعر کے کلام سے چند اشعار لکھ رہا ہوں؛

ۛ شمع بن تو گئے روشنی کی خاطر
مگر پھر جلتے جلتے عمر گزر گئی اپنی

☆.....☆.....☆

ۛ تیرے ملنے کی خوشی تو ہے لیکن
وہ غم فراق کی راحتیں بھی عجیب تھیں

شاعری میں رومانوی حسن بھی عیاں ہے جو کہ اخلاقیات کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے ہر خاص و عام کے احساسات کی عکاسی کرتا ہوا دکھائی دیتا

ہے۔

چند اشعار ملاحظہ ہوں:

ۛ جو ہم محو گفتگو ہوں تو درمیاں کوئی آیا نہ کرے
میں نے ہوا سے بھی کہہ رکھا ہے پروں کو اپنے ہلایا نہ کرے

ۛ تُو نے اپنا سمجھ کے اک بار تو مانگی ہوتی
جان کی قسم! کیا جان ہمیں جان سے پیاری تھی؟

☆.....☆.....☆

ۛ نہ ملو اس طرح کہ دھڑکنیں ہو جائیں بے قابو
ابھی کچھ دیر ذرا چہرے پہ حجاب رہنے دو

میں یہاں پر شاعر کے کثیرالجتہ تخیل کی داد دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں جو کبھی تو گلشن کی رنگینیوں تو کبھی صحرا کی ویرانیوں، کبھی دن کے اجالوں تو کبھی رات کی تاریکیوں میں غرق دکھائی دیتا ہے۔

مختصر یہ کہ شاعر دورِ حاضر کے شعراء بالخصوص نوجوان شعراء میں ایک خوبصورت اضافہ اور آج کے اس مبینی اور افراطِ فرح کے دور میں کہ جب ادبی سرگرمیاں ناپید ہوتی جا رہی ہیں، اردو ادب کے لیے ایک قیمتی اثاثہ بھی ہے۔

ایک شعر یاد آ رہا ہے: ۛ

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نوجوان کو ترقی کی جانب رواں دواں فرمائے، اسے یونہی اردو ادب کی خدمت کرنے اور انسانی احساس و جذبات کی ترجمانی کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

طالب دعا

محمد علی

(لیکچرر گورنمنٹ کالج آف کامرس جہلم)

پیش لفظ

شاعری میرا شوق ہے مگر اس شوق کو کبھی میں نے جنون کی حد تک خود پر سوار نہیں ہونے دیا۔ بہت کم کم لکھتا ہوں مگر کوشش یہی ہوتی ہے کہ جو بھی لکھوں اچھا لکھوں اور دل سے لکھوں۔ آج کل انتہائی مصروفیت کے دور میں لکھنے پڑھنے کے لیے ویسے بھی وقت بہت کم ملتا ہے۔ کبھی کبھی تو کئی کئی دن کتاب سے آمناسا منا نہیں ہوتا، مگر جب بے سکونی حد سے بڑھ جائے تو سکون کیلئے کتاب کی طرف ہی رجوع کرتا ہوں۔

لکھنا لکھانا میری خاندانی میراث ہے اور اس کے جراثیم شاید مجھے ورثے میں ملے ہیں۔ میرے آباء و اجداد میں مفتی محمد ہاشم اور مفتی شیر محمد (کسگمہ/گوٹریالہ) جیسے معتبر عالم پیدا ہوئے جو ابوالفضل اور فیضی کے ہم پلہ تھے۔ عظمت کے ان بلند میناروں کو پر شکوہ امارات کی ضرورت تھی نہ حکومت کی سرپرستی کی۔ ان نفوس قدسی نے چٹائیوں پر بیٹھ کر علم و ادب کی وہ خدمت کی کہ دورِ حاضر کے بڑے بڑے ادارے اس کا عشرِ شیر بھی نہیں کر سکتے۔ میری یہ کتاب اپنے آباء و اجداد کی میراث کو زندہ رکھنے کی ایک ادنیٰ سی کاوش ہے۔

کوئی تو ہو جو ان رسوں سے اعلان بغاوت کرے
کہیں تو اندھیرے میں کوئی چراغ جلانا چاہیے
جہاں تک میری اس کاوش کا تعلق ہے تو ایک شعر یاد آ رہا ہے،

مجھ کو شاعر نہ کہو میرے کہ صاحب میں نے
درد و غم کتنے جمع کئے تو دیوان کہا

جس طرح اگر سورج کی پہلی کرن نہ نکلے، بارش کا پہلا قطرہ نہ برے اور بچہ اپنا پہلا قدم نہ بڑھائے تو شاید تب تک دنیا میں کبھی اجالا نہ ہو۔ کبھی بارش نہ برے، اور کوئی بچہ کبھی چل نہ سکے۔

اس طرح کوئی بھی ادنیٰ سی کاوش، ایک فردِ واحد کی زندگی میں اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔

ویسے تو میری یہ کتاب میری ذات کے مختلف پہلوؤں کا احاطہ کئے ہوئے ہے، اکثر و بیشتر کہانیاں ایک جیسی ہوتی ہیں، بس کردار مختلف ہوتے ہیں۔ یہ کتاب پبلک لائبریری میں پڑی اس لغت کی طرح ہے جس سے اگر کوئی چاہے تو اپنی زندگی کے چیدہ چیدہ اور مشکل الفاظ کے معنی تلاش کرنے کی کوشش کر سکتا ہے۔ کیونکہ میں نے اس کتاب میں اپنے ساتھ ساتھ ایک عام انسان کے احساس و جذبات کو بھی الفاظ کا روپ دینے کی کوشش کی ہے۔

میں امید کرتا ہوں کہ قارئین میری اس پہلی کاوش کو پسند کرتے ہوئے میرے اٹھائے گئے اس پہلے قدم کو مزید آگے بڑھنے کی ہمت اور حوصلہ دیں گے اور ساتھ ساتھ اپنی قیمتی آراء سے بھی مستفید فرمائیں گے۔

متمنی دُعا

وقاص محمود ہاشمی

w.hashmi@hotmail.co.uk

www.facebook.com/hashmi.waqas

Mob (PK): 00923322510111

Mob (UK): 00447882546753



دوستو داستاں کوئی سناؤ کہ رات ابھی باقی ہے
ستارو تم بھی جھلماؤ کہ رات ابھی باقی ہے

زلفیں بکھیرے کیوں بیٹھے ہوئے ہو خاموش پہلو میں
کچھ میری سنو کچھ اپنی سناؤ کہ رات ابھی باقی ہے

دن بھر کی ریاضتوں نے تھکا دیا ہوگا تم کو
میرے بازوؤں میں چلے آؤ کہ رات ابھی باقی ہے

تم اپنی زلفوں سے میرے سر پر بناؤ گئے سیاہ بادل
پھر ان بادلوں سے ابر برسائے کہ رات ابھی باقی ہے

میرے بالوں میں انگلیاں پھیر کر سلا دو مجھ کو
پھر اپنی خوشبو سے مہکاؤ کہ رات ابھی باقی ہے

آج میرا جی کرتا ہے نشے میں ڈوب جانے کو
ساقیا جام اور لاؤ کہ رات ابھی باقی ہے

میں بنوں آگ کا صحراء تم سمندر ہو جاؤ
پھر آ کے میری پیاس بجھاؤ کہ رات ابھی باقی ہے

یوں شب بھر کسی کے انتظار میں جاگنا ٹھیک نہیں وقاص
میری مانو تم بھی سو جاؤ کہ رات ابھی باقی ہے



سفر میں گزری ہے عمر اپنی، اب اک ٹھکانہ چاہیے
کہ زندہ رہنے کو کوئی تو بہانہ چاہیے

کوئی تو ہو جو ان رسموں سے اعلانِ بغاوت کرے
کہیں تو اندھیرے میں کوئی چراغ جلانا چاہیے

کب سے ویران پڑا ہے یہ آئینہ دل
سوچتا ہوں اب کوئی نیا چہرا سجانا چاہیے

بہت مدت سے منتظر ہے میرے دیس کی مٹی
شاید کہ اب مجھے لوٹ کے گھر دلیس جانا چاہیے

مجھے فقط اسی کے ساتھ کی تمنا تھی وقاص
مگر اسے میرے ساتھ ساتھ سارا زمانہ چاہیے



اس کی آنکھوں کی سرخیاں دے رہی ہیں پتہ
کہ رات اس نے بھی جاگ کے گزاری تھی

بستر کی سلوٹیں بھی سنا رہی ہیں داستان
کہ ہجر کی پہلی رات اس پہ کس قدر بھاری تھی

اب کون کرتا ہو گا تیرے لب و رخسار کی تعریف
ہمارے بعد الجھی ہوئی زلف کس نے سنواری تھی

تُو نے اپنا سمجھ کے اک بار مانگی تو ہوتی!
جان کی قسم، کیا جان ہمیں جان سے پیاری تھی؟

دریا کے دو کناروں کی طرح ساتھ چلے پر مل نہ سکے
کچھ وہ بھی تھا انا پرست، کچھ باغیانہ سوچ ہماری تھی

منزل تو دور نہ تھی مگر حوصلے قائم نہ رہ سکے وقاص
کہیں میں تھک گیا، کہیں اس نے ہمت ہاری تھی



اپنی آنکھوں میں میرے خواب رہتے دو
کچھ ان کہے سوالوں کے جواب رہتے دو

نہ ملو اس طرح کہ دھڑکنیں ہو جائیں بے قابو
ابھی کچھ دیر ذرا چہرے پہ حجاب رہتے دو

چھین لو بھلے مجھ سے میرے جگنو میرے کھلونے
ابھی ذرا دیر میرے ہاتھوں میں کتاب رہتے دو

نہ کرو آبیاری ان گلوں کی نفرتوں کے پانی سے
ابھی ان کے دلوں میں محبتوں کا نصاب رہتے دو

پھر کبھی ملے تو سوچیں گے کیا کھویا کیا پایا وقاص
اب نئی منزل ہے دونوں کی، پرانے حساب رہتے دو



مدتوں بعد صحرا کی ویرانی کو دیکھا تو تم یاد آئے
تاروں کے جھرمٹ میں اکیلی چاندنی کو دیکھا تو تم یاد آئے

وہ جن کے ہونٹوں پر ہنسی رقصاں رہتی تھی ہر پل
کل ان کی آنکھ سے بہتے پانی کو دیکھا تو تم یاد آئے

وہ جن کے قدموں کی دھول بھی ان کے لیے پھول تھی
ایسے مسافروں کی بے سر و سامانی کو دیکھا تو تم یاد آئے

تکہ تکہ جوڑ کر بناتے ہیں جو اک آشیاں
ان پرندوں کی نقل مکانی کو دیکھا تو تم یاد آئے

میرے بعد کس پر برسائیں گے پتھر، کس کو کریں گے در بدر
شہر کے لوگوں کی اس پریشانی کو دیکھا تو تم یاد آئے

ہجومِ دنیا میں کون رکے گا کسی کے لیے عمر بھر وقاص
وقت کے دریا کی روانی کو دیکھا تو تم یاد آئے



کھلتے ہوئے گلاب اچھے لگتے ہیں
خوبصورت چہروں پہ حجاب اچھے لگتے ہیں
نہنے جگنوؤں کی روشنی دل کو بھاتی ہے اور
معصوم کلیوں پہ شباب اچھے لگتے ہیں
محبت کے سفر میں کچھ موڑ ایسے بھی آتے ہیں
جہاں ادھورے سوال و جواب اچھے لگتے ہیں
میری پلکوں پہ سجے آنسو موتی ہوں گے مگر
اسکی آنکھوں میں رتجگوں کے عذاب اچھے لگتے ہیں
تم لاکھ چھپاؤ مگر یہ حقیقت ہے وقاص
تمہیں آج بھی اسی خواب کے اچھے لگتے ہیں

Thank You for previewing this eBook

You can read the full version of this eBook in different formats:

- HTML (Free /Available to everyone)
- PDF / TXT (Available to V.I.P. members. Free Standard members can access up to 5 PDF/TXT eBooks per month each month)
- Epub & Mobipocket (Exclusive to V.I.P. members)

To download this full book, simply select the format you desire below

